از عدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 9 مارچ، 1960

مینجمنٹ آف وشنو شوگر مل لمیٹڈ، ہرکھوا، ڈسٹرکٹ سرن، بہار

بنام

چینی مل مزدور یونین، ہرکھوا، ضلع سرن، بہار کی طرف سے ان کے کارکنوں کی نمائندگی کی گئی۔

(پی۔بی۔ گجیندر گڈکر اور کے۔این۔ وانچو، جسٹس صاحبان)

صنعتی تنازعہ - ریاستی حکومت کا حوالہ - اہلیت - کنٹرول شدہ صنعت - "متعلقہ حکومت" کا مطلب—انڈسٹریز (ڈیولپمنٹ اینڈ ریگولیشن) ایکٹ، 1951 (65، سال 1951)- صنعتی تنازعات ایکٹ، 1947 (14، سال 1947)، دفعہ 2 (i) (a)۔

بہار میں واقع اپیلنٹ شوگر مل میں ایک کارکن سے متعلق تنازعہ مزدور یونین نے اٹھایا تھا اور ریاستی حکومت نے اس کا حوالہ دیا تھا۔ صنعتی تنازعات ایکٹ، 1947 کی دفعہ 2(a)(i) کے تحت، "مناسب حکومت" سے مراد مرکزی حکومت کے ذریعہ یا اس کے اختیار کے تحت چلنے والی کسی بھی صنعت سے متعلق کسی بھی صنعتی تنازعہ سے متعلق ہے..........................یا کسی بھی ایسی کنٹرولڈ صنعت کے بارے میں جو مرکزی حکومت کی طرف سے اس سلسلے میں بیان کی جا سکتی ہے................................ مرکزی حکومت". سوال یہ تھا کہ کیا ریاستی حکومت یہ حوالہ دینے کی اہلیت رکھتی ہے، کیوں کہ انڈسٹریز (ڈیولپمنٹ اینڈ ریگولیشن) ایکٹ، 1951 کے تحت چینی ایک کنٹرولڈ انڈسٹری ہے۔

قرار پایا گیا کہ صنعتی تنازعات ایکٹ، 1947 کی دفعہ 2(a)(i) کے تحت متعلقہ حکومت، ایک کنٹرول شدہ صنعت کے لیے مرکزی حکومت ہو سکتی ہے، اس لیے یہ ضروری ہے کہ اس طرح کی کنٹرول شدہ

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and integrity of this document

صنعت کی وضاحت مرکزی حکومت کرے، اور یہ کہ ایکٹ کی دفعہ 2 (a) (i) کے مقاصد کے لیے نوٹیفکیشن کی عدم موجودگی میں، ریاستی حکومت حوالہ دینے کی مجاز تھی۔

اس کے بعد بیجوئے کاٹن ملز لمیٹڈ بنام ان کے کارکن اور دوسرا [1960] 2 ایس سی آر 982 آیا۔

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 402، سال 1958۔

حوالہ نمبر 7، سال 1956 میں پٹنہ میں انڈسٹریل ٹریبونل، بہار کے 29 جنوری 1957 کے ایوارڈ سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل۔

سکومار گھوش، اپیل کنندہ کے لیے۔

جواب دہندگان کے لیے ایم کے رام مورتی، آر کے گرگ، اے این ناگ اور سریش اگروال۔

ایس پی ورما، مداخلت کرنے والے (ریاست بہار) کے لیے۔

9.1960 مارچ۔

عدالت کا فیصلہ وانچو، جسٹس نے دیا۔

وانچو، جسٹس - یہ انڈسٹریل ٹریبونل، پٹنہ کے فیصلے کے خلاف خصوصی اجازت کی طرف سے اپیل ہے۔ اپیل کنندہ ریاست بہار کے ضلع سرن میں ایک شوگر مل ہے۔ ایک رام کرشن پرساد کو 1933 میں اس مل میں کلرک مقرر کیا گیا تھا۔ آہستہ آہستہ، اس نے ترقی کی اور اکتوبر 1952 میں ہر ماہ 140 روپے لے رہے تھے۔ مل نے اس وقت کے قریب اسٹور انچارج کا ایک نیا عہدہ بنایا کیونکہ مل کے اسٹورز ڈیپارٹمنٹ میں کام بڑھ گیا تھا۔ 4 اکتوبر 1952 کو بابو لال پاریکھ کو 180 روپے فی ماہ کی مجموعی تنخواہ پر اس نئے عہدے پر مقرر کیا گیا۔ اس تاریخ کو انہیں تقرری کا خط جاری کیا گیا اور انہیں بتایا گیا کہ وہ ایک سال کے لیے جانچ پڑتال پر ہوں گے۔ انہیں ایک اور خط کے ذریعے فوری طور پر عہدہ سنبھالنے کے لیے بھی کہا گیا تھا۔ انہوں نے 7 اکتوبر 1952 کو عہدہ سنبھالا۔ 28 نومبر 1952 کو مل کی طرف سے محکمہ اسٹورز میں ملازمت کرنے والے مختلف کلرکوں کے درمیان ڈیوٹی تقسیم کرنے کا حکم منظور کیا گیا اور اس میں کہا گیا کہ محکمہ اسٹورز کا تمام عملہ بابو لال پاریکھ کے ماتحت کام کرے گا۔ 2 دسمبر 1952 کو ایک اور حکم منظور کیا گیا جس کے ذریعے رام کرشن پرساد کو اسٹور کی چابیاں بابو لال پاریکھ کے حوالے کرنے کا حکم دیا گیا۔ اس کے بعد رام کرشن پرساد نے اسٹور کے انچارج کے ماتحت بنائے جانے کے خلاف نمائندگی کی۔ اس

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and
integrity of this document

نمائندگی کو خارج کر دیا گیا۔اس کے بعد یونین کی طرف سے ایک تنازعہ اٹھایا گیا اور 9 مئی 1956 کو حکومت بہار کی طرف سے ایک حوالہ دیا گیا، جس میں درج ذیل تین معاملات ٹریبونل کو بھیجے گئے:-

1. کیا کام کرنے والے، سری رام کرشنا پرساد، اسٹور کیپر، کی حیثیت اور اس کے ذریعے انجام دیے گئے کام کی نوعیت کو اسٹور کے ایک علیحدہ انچارج کی تقرری کے ساتھ اس کے جانبداری میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔

2. چاہے پچھلے 20 سالوں سے اسٹور کیپر کے فرائض کی تسلی بخش کارکردگی کے پیش نظر، اس پر زیادہ تنخواہ کے ساتھ ایک علیحدہ اسٹور انچارج مقرر کرنا بالکل ضروری تھا اور کیا شری رام کرشن پرساد اسٹور انچارج کے عہدے پر مقرر ہونے کے حقدار ہیں؛ اور

3. آیا اعلی درجات میں ترقی کے لیے نامزد کارکن کے دعوے کو انتظامیہ نے نظر انداز کر دیا ہے، اور اگر ایسا ہے تو، مزدور کس راحت کا حقدار ہے۔

جب معاملہ ٹریبونل کے سامنے آیا تو مل کی جانب سے بنیادی دلیل تھی کہ یہ خصوصی طور پر انتظامی کام تھا کہ اس کی محنت کی طاقت کا تعین کوالٹی اور مقداری دونوں لحاظ سے کیا جائے، اور یہ کہ جہاں تک رام کرشن پرساد کا تعلق ہے، اسٹور انچارج کے نئے عہدے کی تخلیق سے ان کی پوزیشن متعصبانہ طور پر متاثر نہیں ہوئی تھی۔ دوسری طرف کارکنوں نے دعوی کیا کہ بابولال پاریکھ کو سب سے پہلے رام کرشنا پرساد کے ماتحت محض کلرک کے طور پر مقرر کیا گیا تھا اور 28 نومبر 1952 کو ہی انہیں رام کرشنا پرساد کے سر پر اسٹور انچارج کے طور پر ترقی دی گئی، اس طرح رام کرشنا پرساد کو پیچھے چھوڑ دیا گیا۔ مزدوروں کے اس موقف کی مل نے مخالفت کی اور اس کا معاملہ یہ تھا کہ بابولال پاریکھ کو شروع ہی سے اسٹور کا انچارج مقرر کیا گیا تھا۔

ٹریبونل شواہد پر غور کرنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچا کہ بابولال کو سب سے پہلے اسٹورز میں ایک عام کلرک کے طور پر مقرر کیا گیا تھا۔ محکمہ اور بعد میں اسٹور کا انچارج بنایا گیا۔ اس کا مؤقف تھا کہ اس کی وجہ سے رام کرشن پرساد کے دل میں معقول جلن پیدا ہوئی۔ ٹریبونل اس اصول سے آگاہ تھا کہ اعلی عہدے پر ترقی انتظامیہ کا خصوصی کام ہے اور اس میں عام طور پر مداخلت نہیں کی جانی چاہیے۔ لیکن اس کے باوجود اس کا خیال تھا کہ یہ مداخلت کے لیے ایک مناسب مقدمہ تھا؛ لیکن دیگر تحفظات پر جن کی ٹریبونل کے حکم میں وضاحت نہیں کی گئی تھی، اس نے فیصلہ دیا کہ وہ مل کے ذریعے کیے گئے انتظامات میں مداخلت نہیں

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and integrity of this document

کرے گا؛اس کے بجائے اس نے انصاف کے مقاصد کو پورا کرنے کے لیے رام کرشن پر ساد کو اس تاریخ حکم سے 30 روپے ماہانہ کا اضافہ دیا۔ یہ وہ حکم ہے جسے ہمارے سامنے چیلنج کیا جا رہا ہے۔

اپیل کنندہ کی جانب سے ہمارے سامنے دو نکات پر زور دیا گیا ہے۔ سب سے پہلے یہ زور دیا جاتا ہے کہ حوالہ نا اہل تھا کیونکہ چینی ایک کنٹرول شدہ صنعت تھی اور صرف مرکزی حکومت ہی حوالہ دے سکتی تھی نہ کہ ریاستی حکومت۔ دوسرا، یہ استدعا کی جاتی ہے کہ ٹریبونل کا رام کرشنا پر ساد کو ماہانہ 30 روپے کا اضافہ دینے کا حکم واضح طور پر متضاد تھا اور یہ کہ رام کرشنا پر ساد کی حیثیت یا تنخواہ میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی تھی۔

جہاں تک حوالہ کی اہلیت کے سوال کا تعلق ہے، ہماری رائے ہے کہ اس میں کوئی طاقت نہیں ہے۔ اسی طرح کا سوال اس عدالت کے سامنے دی بجوئے کاٹن ملز لمیٹڈ بنام ان کے کارکنان و دیگر ([1]) میں اٹھایا گیا تھا اور وہاں صنعتی تنازعات ایکٹ 1947 کی دفعہ 2(a)(i) کی زبان پر یہ فیصلہ دیا گیا تھا کہ اس توضیع سے پہلے کسی کنٹرول شدہ صنعت پر لاگو ہو سکتا ہے، صنعتی تنازعات ایکٹ کی دفعہ 2(a)(i) کے مقاصد کے لیے مرکزی حکومت کی طرف سے ایک نوٹیفکیشن ہونا ضروری ہے۔ دفعہ 2(a) (i) ان شرائط میں ہے۔

"متعلقہ حکومت کا مطلب ہے مرکزی حکومت کے اختیار میں یا اس کے تحت چلنے والی کسی صنعت سے متعلق کسی صنعتی تنازعہ کے سلسلے میں یا کسی ریلوے کمپنی کے ذریعے یا کسی ایسی کنٹرول شدہ صنعت سے متعلق جو مرکزی حکومت کے ذریعے اس سلسلے میں متعین کی جائے، یا کسی بینکنگ یا انشورنس کمپنی، کان، آئل فیلڈ یا کسی بڑی بندرگاہ، مرکزی حکومت سے متعلق صنعتی تنازعہ کے سلسلے میں۔"

دلیل یہ ہے کہ چونکہ انڈسٹریز (ڈیولپمنٹ اینڈ ریگولیشن) ایکٹ، نمبر 65، سال 1951 کے شیڈول کے تحت چینی ایک کنٹرول شدہ صنعت ہے، اس لیے چینی کی صنعت کے حوالے سے دفعہ 2(a)(i) کے مقاصد کے لیے مناسب حکومت مرکزی حکومت ہے۔ دفعہ 2(a)(i) میں ظاہر ہونے والے "کسی بھی ایسی کنٹرول شدہ صنعت سے متعلق جو مرکزی حکومت کی طرف سے اس سلسلے میں متعین کی جا سکتی ہے" کے الفاظ پر انحصار رکھا گیا ہے۔ یہ سچ ہے کہ انڈسٹریز (ڈیولپمنٹ اینڈ ریگولیشن) ایکٹ 1951 کے تحت چینی ایک کنٹرول شدہ صنعت ہے، لیکن ہماری رائے میں یہ معاملہ ختم نہیں ہوتا ہے۔ تاکہ دفعہ 2(a)(i) کے تحت متعلقہ حکومت ایک کنٹرول شدہ صنعت کے لیے مرکزی حکومت ہو، یہ ضروری ہے کہ اس طرح کی کنٹرول شدہ صنعت کی وضاحت مرکزی حکومت کے ذریعے دفعہ 2(a)(i) کے مقاصد کے لیے کی جائے۔ ہماری رائے میں یہ دفعہ 2(a)(i) میں ظاہر ہونے والے الفاظ "کنٹرولڈ انڈسٹری جیسا کہ مرکزی

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and
integrity of this document

حکومت کی طرف سے اس سلسلے میں بیان کیا جا سکتا ہے" سے واضح ہے۔ یہ کافی نہیں ہے کہ دفعہ 2(a)(i) کی اس توضیح کو راغب کرنے کے لیے ایک صنعت کو ایک کنٹرولڈ انڈسٹری ہونا چاہیے۔ یہ مزید ضروری ہے کہ مرکزی حکومت کے ذریعے دفعہ 2(a)(i) کے مقاصد کے لیے مرکزی حکومت کے ذریعے ایک کنٹرولڈ انڈسٹری کے طور پر اس کی وضاحت کی جائے، اس سے پہلے کہ مرکزی حکومت دفعہ 2(a)(i) کے معنی میں متعلقہ حکومت بن سکے۔ اس سلسلے میں ہم فائر برکس اینڈ پوٹریز لمیٹڈ وغیرہ بمقابلہ فائر برکس اینڈ پوٹریز لمیٹڈ ورکرز یونین لمیٹڈ کا حوالہ دے سکتے ہیں جہاں یہی نقطہ نظر اپنایا گیا ہے۔ ہماری رائے ہے کہ دفعہ 2(a)(i) میں ظاہر ہونے والے ان الفاظ کا صحیح معنی ہے، جیسا کہ پہلے ہی دی بجوئے کاٹن ملز لمیٹڈ (2) میں موجود ہے۔ یہ اعتراض کہ حوالہ مجاز نہیں تھا اس لیے ناکام ہو جاتا ہے۔

اس کے بعد ہم مل کی جانب سے اٹھائی گئی اس دلیل پر آتے ہیں کہ جہاں تک رام کرشنا پرساد کی حیثیت اور تنخواہوں کا تعلق نئے عہدے کی تخلیق اور اس پر بابو لال پاریکھ کی تقرری سے ہے، حقیقت میں کوئی جانبداری نہیں تھا، اور یہ کہ ٹریبونل کسی بھی صورت میں رام کرشنا پرساد کو 30 روپے فی ماہ کا اضافہ دینے میں جائز نہیں تھا۔ بنیادی غور جس نے ٹریبونل کو حکم منظور کرنے میں متاثر کیا جو اس نے کیا وہ یہ تھا کہ ٹریبونل کے خیال میں رام کرشنا پرساد کو بابو لال پاریکھ نے ختم کر دیا تھا جنہیں پہلے ان کے ماتحت کلرک کے طور پر مقرر کیا گیا تھا۔ ہماری رائے میں ٹریبونل کا یہ نظریہ واضح طور پر غلط ہے۔ 4 اکتوبر 1952 کے تقرری کے حکم سے واضح طور پر پتہ چلتا ہے کہ بابو لال پاریکھ کو شروع ہی سے 180 روپے ماہانہ پر اسٹور انچارج مقرر کیا گیا تھا۔ ٹریبونل نے حاضری کے رجسٹر میں کچھ اندراجات کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ بابو لال پاریکھ نے شروع میں کلرک کے طور پر کام کیا تھا۔ اکتوبر، نومبر اور دسمبر کے مہینوں کے حاضری کے رجسٹر سے ظاہر ہوتا ہے کہ بابو لال پاریکھ کو 7 اکتوبر سے 9 نومبر تک موجود رکھا گیا تھا۔ اس کے بعد 11 نومبر سے دسمبر کے آخر تک انہوں نے حاضری کے رجسٹر پر دستخط کیے۔ مل کے لیبر ویلفیئر آفیسر چودھری کا بیان تھا کہ مل میں رواج یہ تھا کہ حاضری کے رجسٹر میں افسران کو نشان زد کیا جاتا تھا جبکہ کلرک خود اس پر دستخط کرتے تھے۔ ٹریبونل نے اس حقیقت سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ بابو لال پاریکھ نے نومبر میں رجسٹر پر دستخط کیے تھے کہ وہ شروع میں کلرک رہے ہوں گے۔ تاہم ٹریبونل نے اس بات کو مکمل طور پر نظر انداز کر دیا کہ 7 اکتوبر سے 9 نومبر تک بابو لال پاریکھ کو موجود رکھا گیا تھا جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ کلرک نہیں تھے۔ ٹریبونل نے اس بات کو بھی نظر انداز کیا کہ 28 نومبر سے دسمبر کے آخر تک جب بابو لال پاریکھ تسلیم شدہ طور پر کلرک نہیں بلکہ اسٹور کے انچارج تھے تب بھی انہوں نے رجسٹر پر دستخط کیے، حالانکہ انہیں موجود ہونا چاہیے تھا۔ چودھری یہ بتانے سے قاصر تھے کہ یہ کیسے ہوا، لیکن وہ شاید ہی اس کی

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and
integrity of this document

وضاحت کرنے والے شخص تھے۔تاہم،اس الجھن سے یہ واضح ہے کہ اس بات کو کوئی اہمیت نہیں دی جا سکتی کہ بابولال پاریکھ کو رجسٹر میں نشان زد کیا گیا تھا یااس پر دستخط کیے گئے تھے۔بابولال پاریکھ کی حیثیت کا تعین کرنے والی اصل چیز4اکتوبر1952کا تقرری کا حکم تھا، جسے ٹریبونل نے درست تسلیم کیا ہے۔ان کی جنسی جانچ کے اختتام پر یقینی طور پر چودھری سے ایک سوال پوچھا گیا کہ انہوں نے اپنے بیانات کو صرف ایک رات پہلے تیار کیا تھالیکن انہوں نے اس کی تردید کی۔ہم جواب دہندگان کی جانب سے اس تجویز کو قبول نہیں کر سکتے کہ تقرری کا حکم کالعدم تھا، کیونکہ چودھری کو ایسی کوئی تجویز نہیں دی گئی تھی اور خود ٹریبونل کو بھی ایسا نہیں لگتا۔لہذا یہ واضح ہے کہ ٹریبونل کا یہ نتیجہ کہ بابولال پاریکھ کو رام کرشنا پرساد کے تحت کلرک کے طور پر مقرر کیا گیا تھا، واضح طور پر متضاد ہے اور یہ ماننا ضروری ہے کہ بابولال پاریکھ شروع سے ہی اسٹور انچارج کے طور پر کام کر رہے تھے۔اب جہاں تک رام کرشن پرساد کا تعلق ہے، بابولال پاریکھ کی تقرری کے بعد ان کا کام اور تنخواہیں وہی رہیں۔اگر کام میں اضافے کی وجہ سے اسٹورز ڈیپارٹمنٹ میں کوئی اعلی عہدہ بنایا گیا تھا، تو رام کرشنا پرساد صرف اس وجہ سے اس میں ترقی کا دعوی نہیں کر سکتے تھے کہ وہ پہلے اسٹور کیپر کے طور پر کام کر رہے تھے۔یقیناًاس معاملے میں سپر سیشن کا کوئی سوال ہی نہیں ہے اور اس لیے دل کی جلن کی کوئی معقول وجہ نہیں ہے۔جیسا کہ قابل ٹریبونل خود بتاتا ہے، "اعلی عہدے پر ترقی انتظامیہ کا خصوصی کام تھا" اور اگر کوئی نیا عہدہ بنایا جاتا ہے اور ایک نیا آدمی مقرر کیا جاتا ہے، جیسا کہ اس معاملے میں، یہ نہیں کہا جا سکتا کہ رام کرشن پرساد کی حیثیت کسی بھی طرح سے متعصبانہ طور پر متاثر ہوئی تھی۔یہ بھی قابل ذکر ہے کہ ٹریبونل نے رام کرشن پرساد کے حق میں سب کچھ کہنے کے بعد مل کی طرف سے کیے گئے انتظامات میں مداخلت نہیں کی جس کی وجوہات اس نے حکم میں بیان نہیں کی تھیں۔اس طرح رام کرشن پرساد کو30روپے فی ماہ کا اضافہ دینے کی کوئی وجہ نہیں تھی، کیونکہ مزدوروں نے بھی یہ دعوی نہیں کیا تھا کہ وہ بابولال پاریکھ کی تقرری کی وجہ سے اپنی تنخواہ میں اضافے کی شکل میں کسی معاوضے کے حقدار ہیں۔اس لیے ٹریبونل کا حکم واضح طور پر ناقابل حمایت ہے اور اسے کالعدم قرار دیا جانا چاہیے۔اس لیے ہم اپیل کی اجازت دیتے ہیں اور ٹریبونل کے حکم کو کالعدم قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ رام کرشن پرساد کو کوئی راحت نہیں ملنی چاہیے۔ان حالات میں ہم اخراجات کے حوالے سے کوئی حکم نہیں دیتے۔

اپیل منظور کی گئی۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and integrity of this document